سلسلہ ۱۴۰۳/۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غلطی کو

غلطی نہ تسلیم کرنا خطرناک ہے

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ

۲ جولائی ۱۹۹۰ء کو ریاست اتر پردیش کی راجدھانی شہر لکھنؤ میں "فوکس" کے زیر اہتمام ایک نمائندہ فرقہ واریت مخالف کنونشن ہوا جس میں ملک کے سیکولر مزاج دانشوروں اور علماء کے علاوہ متعدد علمی، سیاسی، سماجی اور مذہبی شخصیتوں نے شرکت کی۔ اس موقع پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ نے ایک اثر انگیز تقریر فرمائی۔ جو ھدیۂ ناظرین ہے۔ (ادارہ)

حضرات! غلطی سب سے ہوتی ہے انسان ہی غلطی کرتا ہے۔ پتھر غلطی نہیں کرتا، درخت غلطی نہیں کرتا، بیمار بھی ہوتا ہے تو انسان

www.abulhasanalinadwi.org

بھی بیمار ہوتا ہے، پھر بیمار نہیں ہوتا۔ غلطی کرنا اور بیمار ہونا کوئی خلاف فطرت بات نہیں۔ تاریخ قوموں، ملکوں اور حکومتوں اور معاشرے کی غلطی کی نظیروں سے بھری ہوئی ہے لیکن جو چیز خطرناک ہے وہ یہ ہے کہ غلطی کو غلطی تسلیم نہ کیا جائے غلطی کو محسوس نہ کیا جائے پھر اس کے بعد دوسرا درجہ یہ ہے کہ پھر اس کو ہمت کرکے غلطی بتایا نہ جائے۔

اب امید بنتی ہے اور آس پیدا ہوتی ہے کہ ہم، آپ سب غلطی کو غلطی سمجھ رہے ہیں کس کی غلطی؟ میں کسی جماعت کسی فریق کا نام نہیں لوں گا ہم کسی کا نام نہیں لیتے لیکن کہتے ہیں کہ غلطی ہوئی۔ دنیا میں سب سے اوّل مرتبہ مذہبوں کا ہے اس کے بعد تہذیبیں، کلچر، ملک اور سماج یہ سب کے سب اسی طرح بچے ہیں کہ غلطی کو غلطی کہنے والے لوگ وقت پر پیدا ہو گئے۔ میری اس بات پر بھی آپ دھیان رکھیں کہ وقت پر پیدا ہونا بھی ضروری ہے وقت گزر جانے کے بعد تنقید و اعتراف کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

حضرات! میرے پاس وقت کم ہے مجھے اس بارے میں معاف کیا جائے کہ میں تاریخ کا ایک طالبعلم ہوں میرا ذہن ماضی کی طرف جاتا ہے اور پیچھے کی طرف لوٹتا ہے وہ تاریخ کے گذرے ہوئے منظروں کو اپنے سامنے لاتا ہے۔ مجھے وہ دن یاد آرہا ہے کہ

www.abulhasanalinadwi.org

۱۷ر نومبر ۱۹۴۶ء کی تاریخ ہے اور دہلی میں ڈاکٹر حسین خان مرحوم (سابق صدر جمہوریہ ہند) جو اُس وقت جامعہ ملیہ کے وائس چانسلر (شیخ الجامعہ) جامعہ کی سلور جوبلی منائی جارہی تھی ان کی دعوت پر ہندوستان کے دارالحکومت دھلی میں، میں اپنے تاریخی مطالعہ کی بنار پر کہہ سکتا ہوں کہ ایک ایسا چیدہ اور چنیدہ مجمع ڈائس پر نظر آرہا تھا جو میرے علم میں نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد دیکھنے میں آیا ہے۔

میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ سامنے ایک طرف پنڈت جواہر لال نہرو مولانا ابوالکلام آزاد، شری راجے گوپال اچاریہ جی بیٹھے ہوئے ہیں دوسری طرف مسٹر جناح، نواب زادہ لیاقت علی خان اور سردار عبدالرب نشتر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے پیچھے ڈائس پر ہندوستان کے مشہور ترین فضلار، مصنفین، مفکرین اور ادیب واہل قلم تشریف فرما ہیں۔ جن میں علامہ سید سلیمان ندوی، سر شیخ عبدالقادر مدیر "مخزن لاہور" محمد اسد صاحب (سابق لیوپولڈ ویس) بابائے اردو، ڈاکٹر عبدالحق، مشہور شاعر حفیظ جالندھری اور مسلمان علمار اور زعمار میں سے مولانا قاری محمد طیب صاحب، مولانا حفظ الرحمٰن صاحب ناظم جمعیۃ العلمار ہند اور متعدد عظیم رہنما اور تحریک آزادی کے مجاھدین موجود ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

یہ عظیم اور وقیع مجمع سامنے بیٹھا ہوا تھا اور حالات یہ تھے کہ دہلی میں فرقہ وارانہ فسادات کے سلسلہ میں چھرے زنی، چاقو بازی کی وارداتیں ہو رہی تھیں۔ ہم لوگ جو باہر کے مہمان کی حیثیت سے آئے تھے ہیں بھی خوش نصیبی سے ان میں شامل تھا ہم لوگ پولیس اور والنٹیروں کی... حفاظت و معیت میں اپنی قیام گاہ تک پہنچائے گئے تھے ڈاکٹر حسین خان مرحوم نے اس وقت اس منتخب اور قابلِ احترام مجمع کو خطاب کر کے جو کچھ کہا تھا میں سمجھتا ہوں اس سے بہتر اور اس سے زیادہ موثر اور ادبی انداز میں کہنا مشکل ہے۔

مجھے صدر صاحب اجازت دیں کہ میں ان کے خطبہ کا ایک اقتباس (QUTATION) آپ حضرات کو سنا دوں معلوم ہوتا ہے کہ بالکل اس موجودہ صورتِ حال کی عکاسی ہے۔

"آپ سب صاحبان آسمانِ سیاست کے تارے ہیں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں آدمیوں کے دل میں آپ کے لیئے جگہ ہے۔ آپ کے یہاں کی موجودگی سے فائدہ اٹھا کر میں تعلیمی کام کرنے والوں کی طرف سے بڑے ہی دکھ کے ساتھ چند الفاظ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

آج ملک میں باہمی منافرت کی آگ جو بھڑک رہی ہے

www.abulhasanalinadwi.org

اس میں ہمارا چمن ہندی کا کام دیوانہ پن معلوم ہوتا ہے یہ آگ شرافت اور انسانیت کی سرزمین کو جلائے دیتی ہے۔ اس میں نیک اور متوازن شخصیتوں کے پھول کیسے پیدا ہوں گے؟ حیوانوں سے بھی بدتر سطحِ اخلاق پر ہم انسانی اخلاق کو کیسے سنوار سکیں گے اس کے لیے خدمت گذار کیسے پیدا کر سکیں گے؟ جانوروں کی دنیا میں انسانیت کو کیسے سنبھال سکیں گے؟

یہ لفظ شاید کچھ سخت معلوم ہوتے ہیں، لیکن ان حالات کیلئے جو روز بروز ہمارے چاروں طرف پھیل رہے ہیں اس سے سخت لفظ بھی بہت نرم ہوتے ہم جو اپنے کام کے تقاضوں سے بچوں کا احترام کرنا سیکھتے ہیں ان کو کیا بتائیں کہ ہم پر کیا گذرتی ہے جب ہم سنتے ہیں کہ بہیمیت کے اس بحران میں معصوم بچے بھی محفوظ نہیں شاعرِ ہندی نے کہا تھا کہ "ہر بچہ جو دنیا میں آتا ہے اپنے ساتھ یہ پیغام لاتا ہے کہ خدا کبھی انسان سے پوری طرح مایوس نہیں ہوا"، مگر کیا ہمارے دیس کا انسان اپنے سے اتنا مایوس ہو چکا

www.abulhasanalinadwi.org

ہے کہ ان معصوم کلیوں کو بھی کھلنے سے پہلے ہی مسل دینا چاہتا ہے؟ خدا کیلئے سر جوڑ کر بیٹھیے اور اس آگ کو بجھایئے۔ یہ وقت اس تحقیق کا نہیں کہ آگ کس نے لگائی؟ کیسے لگی؟ آگ لگی ہوئی ہے اسے بجھایئے۔ یہ مسئلہ اس قوم اور اس قوم کے زندہ رہنے کا نہیں تہذیب، انسانی زندگی، اور وحشیانہ زندگی میں انتخاب کا ہے خدا کیلئے اس ملک میں مہذب زندگی کی بنیادوں کو یوں کھدنے نہ دیجئے"[1]

حضرات میں محسوس کر رہا ہوں کہ گویا یہ بات آج کہی جا رہی ہے اور اس سے بہتر انداز میں کہنی مشکل ہے۔

اس وقت مسئلہ یہ ہے کہ آپ اس ملک کو سنبھالیئے اس ملک میں شریفانہ زندگی گذارنے، اس ملک کے باصلاحیت باشندوں کو اپنی ذہانتوں کے اظہار اور اس سے بڑھ کر اپنے خلوص، اپنی خدا ترسی، انسانیت دوستی اور شرافت واخلاق

---

[1] ماخوذ از خطبہ ڈاکٹر حسین خاں مرحوم بتقریب سلور جوبلی جامعہ ملیہ ۱۷ نومبر ۱۹۴۶ء۔ بعض دیکھنے والوں نے بتایا کہ اس خطبہ کے پڑھنے کے وقت مولانا آزاد، اور صف اول میں بیٹھے ہوئے بعض معزز رہنماؤں کی آنکھوں میں آنسو دیکھے گئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

نمایاں کرنے کا موقع دیجئے۔ اس ملک میں خدا کے فضل سے سب
کچھ موجود ہے۔ میں نے نہ صرف ہندوستان کی بلکہ باہر کی تاریخ بھی
پڑھی ہے اس کی روشنی میں کہتا ہوں کہ کوئی ایسی نعمت و دولت
نہیں ہے جو اس ملک میں نہ ہو یا کسی نہ کسی راستہ سے یہاں نہ آئی
ہو۔ یہاں کی سرزمین اور فضا نے اس کو ترقّی دینے اس کی قدر
کرنے اور اس کو آگے بڑھانے کی صلاحیت کا اظہار کیا، آپ،
اس ملک کو سنبھالیئے اور خدا کی اس نعمت کی قدر کیجئے۔ میں یہاں
تک کہوں گا کہ اس ملک کو دنیا کی اخلاقی (MORAL) قیادت
کرنی چاہیئے۔

دنیا کی بڑی طاقتوں اور بڑے ممالک نے اپنے کو اس
قابل نہیں رکھا کہ وہ دنیا کی اخلاقی قیادت کر سکیں۔ بلکہ ایک حقیقت
پسند انسان یہ دیکھتا ہے کہ ایشیا کے ان ملکوں میں ان بڑی مغربی
طاقتوں کی وجہ سے خرابی پیدا ہو رہی ہے وہ کسی صالح، کسی لائق
قیادت کو، کسی اچھی لیڈرشپ کو ابھرنے نہیں دیتے اور
اگر وہ قیادت وہاں پیدا ہو جاتی ہے تو اس کو زیادہ دنوں تک
باقی رہنے کا موقع نہیں دیتے وہ وہاں کی سیاست میں دخل دیتے
ہیں وہاں کی اقتصادیات و اخلاقیات میں دخل دیتے ہیں۔ میں آپ
سے صاف کہتا ہوں کہ آج دنیا میں وہ تخت خالی ہے جس پہ ایک

بڑا ملک بیٹھے اور دنیا کو اخلاق، سچی خدا ترسی، محض اس کے نام پر فائدہ اٹھانے اور مخلوق پر دست درازی اور فائدہ اٹھانے کیلئے نہیں بلکہ خدا سے صحیح طور پر ڈر کر اور خدا کی محبت میں (جو خالق کائنات اور خالق بنی نوع انسان ہے) بلا اختلاف رنگ و نسل انسانوں کو سینہ سے لگاتے اور ان سے محبت اور انکی خدمت کرے۔

آج یہ تخت خالی ہے۔ رُوس نے (مجھے معاف کیا جاتے) اس بارے میں اپنی نااہلی ثابت کر دی وہ فیل ہو گیا، امریکہ فیل ہو رہا ہے، برطانیہ فیل ہو چکا، یورپ کی دوسری بڑی طاقتیں سب فیل ہو گئیں۔ جب کوئی قوم کوئی ملک اپنی بے غرضی، اپنے خلوص، اپنی صلاحیت واہلیت اور اپنی خدا ترسی اور انسانیت دوستی کا ثبوت دیتا ہے تو اس کیلئے جنگ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کیلئے بڑے پروپیگنڈے کی ضرورت نہیں اس کے لیے حقائق (FACTS.) اور خلوص وصداقت کی ضرورت ہے، اخلاقیات، انسان دوستی اور محبت وخلوص اور روحانیت اس ملک کی روایات میں ہے اور اس نے تاریخ کے مختلف ادوار میں یہ سوغات باہر بھیجی ہے اور اب بھی بھیج سکتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

میں اپنے مسلمان بھائیوں سے خاص طور پر کہوں گا کہ ان کی اس سلسلہ میں خاص طور پر بڑی ذمہ داری ہے۔ قیامت کے روز ان سے پوچھا جائے گا کہ دنیا لٹ رہی تھی، برباد ہو رہی تھی مسلی اور پاؤں تلے روندی جا رہی تھی، اخلاقیات کا خون کیا جا رہا تھا عصمتیں برباد تھیں، عزتیں پامال تھیں اور انسان کا خون سب سے زیادہ سستا ہو چکا تھا تم بیٹھے کیا کر رہے تھے؟ تمہارا فرض تھا کہ تم اس صورتِ حال کو بدلنے کی کوشش کرتے۔ تمہاری یہ ذمہ داری صرف ہندوستان میں ہی نہیں ساری دنیا میں تھی۔ ڈاکٹر اقبال نے اس حقیقت کو اسطرح بیان کیا ہے کہ: ؎

ہے حقیقت جس کے دین کی احتسابِ کائنات

حضرات!

میں آپ سے صاف کہتا ہوں کہ میں پیامِ انسانیت (CREDIT) خود نہیں لیتا اس کا سہرا میرے سر بندھا ہوا نہیں ہے میری صلاحتیں میرا تجربہ، میرے مشاغل، میرا ذوق اور میری صحت، کوئی چیز بھی اس کی متحمل نہیں تھی، لیکن دل میں ایک چٹک تھی جس نے مجھے اس پر آمادہ کیا۔ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ آگ لگتی ہے اور آگ بجھانے والے بھی ہوتے ہیں لیکن ان کو آواز دینے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اس وقت ایک بچہ بھی کھڑا ہو کر آواز لگائے

www.abulhasanalinadwi.org

کہ آگ لگی ہے، آگ لگی ہے، اس وقت یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کس عمر کے آدمی نے آواز لگائی ہے، کسی قابل آدمی نے آواز لگائی یا ناقابل اور غیر تعلیم یافتہ آدمی نے۔ جب آگ لگی ہو اور گاؤں اور بستی جل رہی تو پھر جو بول سکتا ہے اس کو بولنا چاہیے جو دوڑ سکتا ہے اس کو دوڑنا چاہیے، جو دہائی دے سکتا ہے اس کو دہائی دینا چاہیے۔

اِس احساسِ فرض نے مجھے مجبور کیا کہ اتنے بڑے ملک میں اور اتنے بڑے بڑے لوگوں کی موجودگی میں یہ آواز لگاؤں مجھے اس پر فخر نہیں ہے کہ میں نے یہ آواز لگائی اور میں یہ دعویٰ بھی نہیں کرتا کہ سب سے پہلے میں نے ہی یہ آواز لگائی، آواز برابر لگائی جاتی رہی ہے۔ یہ ہمارے ملک کی ناقدری، اس کی تاریخ سے ناآشنائی ہے کہ یہ کہا جائے کہ یہ آواز پہلی مرتبہ لگائی گئی ہے میں نہیں سمجھتا کہ کوئی صدی خالی گئی ہو کہ جب یہاں ایسے جرأت مند انسان موجود نہ ہوں جنھوں نے آواز لگائی۔

میں آپ کے سامنے صاف اقرار کرتا ہوں کہ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میری یہ نحیف آواز اتنے بڑے بڑے آدمیوں کو اور اتنے پڑھے لکھے اشخاص کو جمع کر لے گی یہ اس ملک کی صلاحیت اور زندہ دلی کی دلیل ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

میں اپنے صوبہ کے وزیرِ اعلیٰ شری ملائم سنگھ یادو کو اس بات کی داد دوں گا کہ انہوں نے ایک ایسے زمانے میں جب صرف سیاسی مقاصد، سیاسی زبان اور سیاسی انداز ہر طرف رائج ہے انھوں نے ایک اصولی اور اخلاقی آواز بلند کی اور کہا کہ ہم قانون کو اس طرح پامال ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے۔ اگر قانون کھیل بن گیا، اگر عدالت کے فیصلے کھیل بن گئے اگر امنِ عام بچوں کا مذاق بن گیا تو اس ملک میں نہ پڑھا جا سکتا ہے نہ لکھا جا سکتا ہے نہ انسانیت کی خدمت ہو سکتی ہے اور نہ علم و ادب کی۔ اور یہ تو بڑی چیز میں ہیں ایسے سنگین حالات میں گھر میں آدمی آرام سے بیٹھ بھی نہیں سکتا۔

میں انکو داد دونگا کہ انہوں نے اصول و اخلاق کی آواز لگائی میں ان سے کہوں گا کہ وہ اس پر مضبوطی سے قائم رہیں اس راہ میں بڑے بڑے امتحانات ہوتے ہیں، اصول و اخلاق کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ یہ سودا اتنا سستا نہیں ہے اگر انہوں نے اس پیشانیت قدمی دکھائی تو تاریخ میں انکا نام ہوگا۔ امید ہے وہ عبادت گاہوں کے معاملے میں یہ کھیل نہیں ہونے دیں گے کہ آج اس مسجد کے معاملہ میں کل اُس مندر کے معاملہ میں تاریخ کو جگایا جارہا ہے اور ہزار دو ہزار سال پہلے قافلہ جہاں سے چلا تھا

پھر قافلہ کو وہاں سے سفر کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے اگر یہ کام ہندوستان میں شروع ہوگیا تو سارے تعمیری کام بند ہو جائیں گے اس لیئے میں نے جیسا کہ پہلے کہا تھا آج پھر کہتا ہوں " تاریخ ایک سویا ہوا شیر ہے اس کو جگانا نہیں چاہیئے۔" آپ اس کے پاس سے نکل جائیے اس کو سوتا چھوڑ دیجئے۔ اگر آپ نے اس کو جگا دیا تو پھر اس غلطی کی قیمت ادا کرنی پڑے گی تاریخ کو پچھلے دور میں واپس لے جانا اور وہاں سے سفر شروع کرنا اس ملک کے مفاد میں نہیں کہ جب ہندوستان میں باہر سے نسلیں آرہی تھیں، تہذیبیں اور مذاہب آرہے تھے وغیرہ وغیرہ۔

میں آپ کی اس توجہ، سماعت اور احترام و محبت کا شکر گزار ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ فرقہ وارانہ مفاہمت اور بقائے باہم کے شریفانہ اصول کیلئے جو قدم اٹھایا گیا ہے اور جو کوشش شروع کی گئی ہے وہ بارآور، نتیجہ خیز، اور وسیع و دقیق ہو۔

بشکریہ، تعمیر حیات، لکھنؤ ـــ ۲۵ جولائی ۱۹۹۰ء

القادر پرنٹنگ پریس فون: ۷۷۲۲۷۳۸

www.abulhasanalinadwi.org